سیرت نبیؐ کا ایک اہم پہلو عزم واستقلال اور صبر واستقامت

حضرت مولانا مفتی محمد اکمل صاحب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کی عظیم ترشخصیت سے متعلق اتنے کثیر پہلو ہیں کہ ان میں سے کسی گوشہ کو تذکرہ کے لئے انتخاب کرنا ذہن کے لئے ایک مستقل مسئلہ بن جاتا ہے، تاہم اپنے تعلق خاطر کی تسکین اور جذبہ ایمانی کی تقویت کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے کسی ایک گوشہ کی طرف اگر توجہ کر کے اس کو پیش کرنے کا ارادہ کیا جائے تو دوسرا اور تیسرا گوشۂ سیرت دامن دل کو اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے۔

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

ظاہر ہے کہ تمام گوشہ ہائے سیرت کو بیک وقت موضوع ذکر نہیں بنایا جاسکتا، اس لئے فی الجملہ سامان تسکین فراہم کرنے کے لئے سیرت طیبہ کے کسی ایک نہ ایک پہلو کو موضوع بنانا پڑتا ہے۔ اس فرصت میں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بے گناہ گوشوں میں سے آپ کی پیغمبرانہ الوالعزمی، آپ کی قوت فیصلہ اور فیصلوں پر بے مثال استقلال واستقامت کے چند واقعات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم مؤرخین کی بھی اس میں دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ باوجود یہ کہ آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال گردوپیش میں پھیلی ہوئی کفر وضلالت اور بہیمیت و جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں کامل طور پر بچتے ہوئے گزار دیئے۔ اس وقت نہ صرف یہ کہ آپ کے وطن ولادت مکہ اور اس کے اطراف وجوانب میں اخلاق وملکات کی تہذیب اور کمال انسانیت کی تحصیل کی کوئی صورت نہیں تھی، بلکہ پورے بسیط ارض پر کہیں ہدایت وراست بازی کا کوئی ٹمٹماتا ہوا چراغ تک موجود نہیں تھا۔ بے راہی بلکہ گمراہی کے اس محیط ماحول میں گزاری ہوئی اس چالیس سالہ پوری زندگی میں کوئی مؤرخ اگر ایک واقعہ بھی ایسا ڈھونڈنا چاہے۔ جس پر حرف گیری کی جاسکے تو ازروئے انصاف اسے کبھی

اس ارادہ میں کامیابی نہیں ہو سکے گی۔ حالانکہ آپ کی مقدس زندگی کا یہ وہ دور ہے کہ قدرت کے مخفی انتظامات تو یقیناً آپ کو ہر نقص سے محفوظ رکھے ہوئے تھے لیکن وحی خداوندی کی ظاہری دستگیری کا ابھی تک آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ عمر کے چالیس سال پورے ہو جانے کے بعد وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو تین سال تک آپ آہستہ آہستہ قابل اعتماد اور سنجیدہ طبیعت لوگوں کو اپنے منصب رسالت سے باخبر کر کے ایمان و اسلام کی دعوت و تبلیغ فرماتے رہے۔ پھر آپ کو حکم ہوا کہ اپنے عزیز و اقارب کو تبلیغ ایمان کیجئے اور علی الاعلان اپنے اس منصب عظیم اور نبوت و رسالت سے لوگوں کو آگاہ کر دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے لوگوں کو جمع کر کے اعلان نبوت کیا تو سرداران قریش جو آپ کی صداقت و امانت کے معترف تھے۔ دفعتہً آپ کے مخالف بن گئے۔ تبلیغ توحید کو روکنے کے لئے مال و زر، سرداری و امارت اور ظلم و تشدد کا ہر طریقہ برت کر دیکھ لیا، مگر آپ اپنے فرائض تبلیغ کی ادائیگی پورے انہماک کے ساتھ بدستور کرتے رہے اور جناب ابو طالب آپ کی پشت پناہی کرتے رہے۔ قریش کے لوگوں نے آپ کا اور آپ کے تمام ساتھیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ، مقاطعہ اور ترک تعلقات کر کے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا، تین سال تک انتہائی تکلیف دہ قید و بند اور مکمل ناکہ بندی کا زمانہ وہیں گزارا، مگر آپ نے اپنے عزم و استقلال میں ادنیٰ سی لچک بھی نہ آنے دی۔ بالآخر قریش کے سرداروں کو شکست ہوئی اور ننگ انسانیت ظالمانہ معاہدہ ختم ہو گیا۔ خواجہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا، غمگسار اہلیہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ کی دنیوی رفاقت ختم ہو گئی۔ رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ قریش کی چیرہ دستیاں حد کو پہنچ گئیں۔ آپ نے مکہ کے سنگدل دشمنوں کو چھوڑ کر طائف کو اپنی توجہ اور جدوجہد تبلیغ کا مرکز بنانے کا ارادہ کیا، مگر وہاں کے کفر آشناؤں نے بھی آپ کا استقبال ظلم و بربریت سے کیا۔ اب آپ کے سامنے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آپ قدم جما سکیں، یہ وقت آپ کی پوری حیات طیبہ میں ایسی کڑی آزمائش کا تھا۔ جس کو آپ نے بھی انتہائی سنگین اور صبر آزما لمحات میں شمار کیا ہے۔ مگر آپ نے اس سخت ترین بحرانی دور میں بھی شان عزم و استقلال پر حرف نہ آنے دیا۔ کسی نہ کسی طرح مکہ واپس آئے لیکن مکہ والے اب پہلے سے کہیں زیادہ آپ پر عرصہ حیات تنگ سے تنگ تر کرتے رہے۔ لیکن مشیت ایزدی نے آپ کے بے مثال صبر و عزم و استقلال و استقامت اور قوت فیصلہ کا مظاہرہ کرانے کے بعد سنگدلانہ حصار کو توڑنے اور آپ کی بے کسی و بے بسی کا دور ختم کرنے کے اسباب فراہم کرنے شروع کر دیئے۔ تیرہ سال کا عرصہ ہم وطن کافروں، مشرکوں اور معاندوں سے عدم تشدد کے ساتھ مقابلہ میں گزار کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔ یہیں سے اسلام کی قوت و شوکت کے مظاہروں کے مواقع میسر آئے۔ لیکن کفار و مشرکین کی مسلسل کوششیں اب بھی یہ رہیں کہ کسی طرح حق کی آواز کو دبا دیا جائے اور اسلام کو غلبہ حاصل نہ ہونے دیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سالہ مدنی زندگی کفر کے مقابلہ میں اسلام کی ناقابل تسخیر روحانی قوت کو بروئے کار لانے اور دشمنان اسلام سے معرکوں میں ہی بسر ہوئی۔ آپ کے یہ غزوات بھی آپ کے پختہ عزم و استقلال اور قوت فیصلہ کی ناقابل انکار شہادتیں ہیں۔ اہم غزوات کی

فہرست میں سنہ 2 ہجری کا غزوہ بدر سب سے پہلا بڑا غزوہ ہے جس کے ذریعہ اسلامی شوکت وقوت کی دھاک بیٹھی۔ مکہ کے ایک ہزار مسلح کفار نے صرف تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسی شکست فاش کھائی کہ ان کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ بڑے بڑے سرغنہ کافر اور وادی مکہ کے سردار مارے گئے، اس کے انتقام اور شکست کا داغ مٹانے کے جذبہ سے مکہ کے لوگوں نے بڑی تیاری کر کے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر لیا اور ابوسفیان وغیرہ تین ہزار افراد پر مشتمل ایسی فوج لے کر مدینہ کے قریب احد پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے جو پوری طرح مسلح تھے۔ سات سو زرہ پوش تھے، دو ہزار گھوڑے سوار تھے اور تین ہزار اونٹ ان کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر کیا جائے یا وہ لوگ حملہ آور ہوں تو اندرون آبادی ہی میں ان سے دفاعی جنگ کی جائے۔ بہت سے لوگوں نے رائے یہ دی کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے اور کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں ہی رہ کر دفاع کیا جائے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبَی کی رائے بھی یہی تھی کہ مدینہ میں رہ کر ہی لڑائی لڑی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر حملہ کرنے کا فیصلہ فرما لیا۔ ایک ہزار افراد کو ہمراہ لے کر آپ احد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ جبل احد کے قریب پہنچے تو منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی جو اپنے تین سو ساتھی لے کر آیا تھا، یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ نے میری بات نہیں مانی، اس لئے ہم خواہ مخواہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سو افراد باقی رہ گئے، جن میں صرف سو آدمی زرہ پوش تھے اور پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ منافقین کا یہ طرز عمل دیکھ کر اور بھی کچھ لوگوں کا واپسی کا ارادہ ہوا، مگر توفیق ایزدی نے ان کی دستگیری کی اور وہ واپس نہیں ہوئے۔ بہرحال اس موقع پر بیرونی دشمنوں کے حملہ کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر کچھ لوگوں کا بروقت اختلاف اور فرار ایسا وقت تھا کہ سابق رائے کو بدل دینا عین ممکن تھا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پختگی سے اپنے فیصلہ پر قائم رہے اور دامن احد میں کفار مکہ سے مقابلہ ہوا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، لیکن بعض حضرات کی اجتہادی غلطی سے کچھ دیر کے لئے فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ آپ کی فوج کے زیادہ تر لوگ منتشر ہو گئے، مگر آپ اور آپ کے چودہ ساتھی حملہ آوروں کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ تھوڑی دیر میں جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

سن 6 ہجری میں آپ نے مکہ معظمہ آ کر عمرہ کرنا چاہا۔ کفار مکہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو مانع ہوئے۔ آپ نے حدیبیہ کے میدان میں قیام کیا اور کفار مکہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے ہیں۔ صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں، مگر اہل مکہ نہ مانے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کا پیغام لے کر مکہ معظمہ آئے تھے، کفار مکہ نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم اس سال مکہ میں نہیں آنے دیں گے، تم اگر چاہو تو تنہا طواف کعبہ کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کبھی طواف نہیں کروں گا۔ قریش کے لوگ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں روک لیا۔ ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی قتل کر دیئے

گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب تک قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ نہ لے لوں گا۔ یہاں سے حرکت نہیں کروں گا اور وہیں کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاں آپ فروکش تھے۔ آپ نے بیعت جہاد لینی شروع کر دی۔ کفار مکہ کو جب اس کا علم ہوا تو وہ گھبرا گئے اور باہمی نامہ و پیام کر کے ترک جنگ کا معاہدہ کرلیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے آنے کے بعد وہ بے کسی کا دور تو ختم ہو گیا تھا، چونکہ مکہ معظمہ میں تیرہ سالہ قیام کے دوران تھا۔ مگر بیرونی دشمنوں کے حملے اور اندرونی تخریب کار منافقوں کی سازشوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ سن 9 ہجری میں اطراف و جوانب کے نصاریٰ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھڑکایا، ہرقل نے فوراً لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا اور چالیس ہزار رومیوں کا لشکر کیل کانٹے سے لیس اور مسلح ہو کر تیار ہو گیا۔ شام کے کچھ سوداگر جو مدینہ آئے تھے، ان سے معلوم ہوا کہ ہرقل ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اور اس کی تیاری کر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حکم دیا کہ سفر کی تیاری کی جائے۔ تاکہ دشمن کی سرحد (تبوک) پر پہنچ کر وہیں اس کا مقابلہ کیا جائے۔ علاقہ بہت دور کا تھا، گرمی کا موسم تھا، لوگ قحط سے دوچار تھے۔ ان حالات میں جہاد کے حکم سے منافقین جو ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے، گھبرا گئے، خود بھی نہ جانے کے بہانے کرنے شروع کر دیئے اور دوسروں کو بھی بہکاتے تھے کہ "لا تنفروا فی الحر" گرمی میں نکل کر مت جاؤ۔ مگر مخلص مسلمانوں نے صدق دل سے تیاری شروع کر دی اور مجاہدین کی تیاری کے لئے دل کھول کر چندہ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا کل مال اسباب لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا آدھا مال لا کر پیش کیا۔ مقدار مالیت کے اعتبار سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑھے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار افراد کی فوج تیار کر کے تبوک کی طرف سفر شروع کر دیا۔ تبوک پہنچ کر آپ نے بیس روز قیام فرمایا، مگر کفار مرعوب ہو گئے اور کوئی مقابلہ پر نہیں آیا، آس پاس کے قبائل نے آ کر خود بخود آپ سے صلح کر لی اور جزیہ دینا منظور کر لیا۔ غزوۂ تبوک کا ایک قابل ذکر جزو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو چند مومنین مخلصین کسی بدنیتی اور نفاق کی وجہ سے نہیں، بلکہ بعض اپنے کچھ عذروں کے باعث اور بعض اس خیال سے کہ گرمی اور لو بہت ہے، ہمارے پاس عمدہ سواری ہے، بعد میں تیز رفتار سواری کے ذریعہ ہم جا ملیں گے۔ ان مومنین مخلصین میں تین حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کعب بن مالک، مرارۃ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ کعب بن مالک نے اپنا واقعہ خود بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہو گئے اور میں سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ ایک دو روز میں سامان مکمل کر کے آپ سے جا ملوں گا۔ اسی آج کل میں کئی دن گزر گئے اور قافلہ دور نکل گیا۔ میں جا کر شامل نہ ہو سکا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو منافقین نے جھوٹے جھوٹے عذر آپ کے سامنے جا کر بیان کرنے شروع کر دیئے۔ آپ ظاہری طور پر ان کے عذر قبول کرتے رہے اور دل کا حال اللہ کے حوالہ فرمایا۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ

میں نے یہ عزم کرلیا تھا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا کہ میں غزوہ سے بھی پیچھے رہ گیا اور پھر اللہ کے رسول سے جھوٹ بھی بولوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی آپ مجھ سے کیوں منہ پھیرتے ہیں۔ خدا کی قسم نہ میں منافق ہوں، نہ مجھے کوئی شک لاحق ہوا ہے اور نہ میں دین اسلام سے پھرا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر پیچھے کیوں رہ گئے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اگر کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصہ سے نکل جاتا۔ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں، اگر آج میں نے جھوٹ بول کر آپ کو راضی بھی کرلیا تو ممکن ہے کہ کل کو خدائے تعالیٰ آپ کو مجھ سے پھر ناراض کر دے اور اگر میں سچ بولوں جس سے آپ فوری طور پر ناراض بھی ہو جائیں تو مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ وہ مجھے معاف فرمادے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں تھا۔ میں قصوروار ہوں۔ آپ نے ان کے بیان کی تصدیق کی اور فرمایا کہ اچھا اب چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے۔ اس طرح مرارۃ بن ربیع اور ہلال بن امیہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے قصور کا اعتراف کرلیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں حضرات کے مقاطعہ اور ترک تعلقات کا حکم پچاس دن کے لئے نافذ فرمادیا کہ اتنے دن تک کوئی شخص ان تینوں آدمیوں سے بات تک نہ کرے۔ چنانچہ سب لوگوں نے ان حضرات سے سلام وکلام منقطع کردیا۔ بالآخر پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا اعلان فرمایا۔ اور ان حضرات کا مقاطعہ ختم کردیا گیا۔ ان چند واقعات کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عزم وارادہ بھی کرلیا، انتہائی نامساعد حالات اور اندرونی مخالفین کی سازشوں اور بیرونی دشمنوں کے حملوں کے باوجود آپ کے اس عزم واستقلال میں کبھی سرمو فرق نہیں آیا۔

☆......☆......☆

کتاب کی شان

دلربا و دلکش ودلدارو دلبر ہے کتاب
جانفروز وجاں نواز وروح پرور ہے کتاب

فیض بخش ومہربان ولطف وگستر ہے کتاب
وجہ تسکین دل پُر درد ومضطر ہے کتاب

روح کو کندن بنادیتی ہے علم وفضل سے
قدردانوں کے لیے کبریتِ احمر ہے کتاب

ہوش والو! تم کو حرزِ جاں بنانا چاہیے
علم وفہم، عقل ودانائی کا دفتر ہے کتاب

مست ہو کر جھومتے ہیں طالبان معرفت
بادۂ اسرار کا لبریز ساغر ہے کتاب